5: درج ذیل تراکیب کے معانی لکھیے۔

مہر و مروت۔ صدق و صفا۔ لطف و عنایت۔ خلقِ عظیم۔ لطفِ عمیم۔ صاحبِ حق۔ کارزارِ دہر۔ وجہ ظفر۔ وجہ سکوں۔ وجہ درگزر۔ راہِ زیست۔ ملتِ بیضا۔ اوجِ کمال۔ شبِ حالات۔ حالِ زار

جواب: ○ **مہر و مروت**: محبت اور مہربانی ○ **صدق و صفا**: سچائی اور پاکیزگی ○ **لطف و عنایت**: کرم اور عطائیں ○ **خلقِ عظیم**: عظیم اخلاق، پاکیزہ اخلاق ○ **لطفِ عمیم**: رحمتِ عام، وہ کرم جو سب پر یکساں اور برابر ہو ○ **صاحبِ حق**: حق والا، سچا ○ **کارزارِ دہر**: دنیا کی جنگ ○ **وجہ ظفر**: کامیابی کی وجہ ○ **وجہ سکوں**: سکون کی وجہ ○ **وجہ درگزر**: بخشش کا باعث، معافی ملنے کا باعث ○ **راہِ زیست**: زندگی کی راہ ○ **ملتِ بیضا**: روشن ملت ○ **اوجِ کمال**: کمال کی بلندی، عروج ○ **شبِ حالات**: حالات کی رات ○ **حالِ زار**: بُرا حال۔

6: درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے:

جواب: دیکھیے اشعار کی تشریح (5 تا 7)

7: نظم کے آخری شعر میں شاعر نے کیا دعا مانگی ہے؟

جواب: نظم کے آخری شعر میں شاعر نے در رسولِ اکرم ﷺ پر حاضری کی دعا مانگی ہے۔

نوٹ: اشعار کی تشریح کے حوالے سے پوچھے گئے سوال کا جواب دینے کے لیے تشریح ملاحظہ کیجیے۔

☆☆☆

اکبر الٰہ آبادی ——— (1846ء-1921ء)

شاعر کا تعارف: نام سید اکبر حسین اور تخلص اکبرؔ والد کا نام سید تفضّل حسین تھا۔ وہ صوفی باصفا تھے۔ اکبر الٰہ آباد کے قصبہ بارہ میں پیدا ہوئے۔ اسلام اور مشرقی روایات سے محبت ان کو ورثے میں ملی اور عمر کے ساتھ ساتھ یہ محبت بھی بڑھتی گئی۔ عربی اور فارسی کی رائج الوقت تعلیم حاصل کرنے کے بعد انھوں نے انگریزی زبان میں بھی مہارت حاصل کی۔ 1866ء میں امتحان پاس کر کے نائب تحصیلدار مقرر ہوئے اور ترقی کرتے کرتے جج کے عہدے تک پہنچے۔ انگریز حکومت نے انہیں "خان بہادر" کا خطاب بھی دیا۔ اکبر الٰہ آبادی نے سنجیدہ اور روایتی شاعری بھی کی لیکن ان کی وجہ شہرت رنگِ ظرافت ہے۔ اکبر سے قبل اردو شاعری میں طنز و مزاح کی مثالیں تو مل جاتی ہیں لیکن مزاح نگاری کو ایک مستقل اسلوبِ سخن کے طور پر اختیار کرنے والے پہلے شاعر اکبر ہی ہیں۔ وہ مسلمانوں کو انگریزی تعلیم اور تہذیب و تمدن کی برائیوں سے آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ یہ سنجیدہ مقصد حاصل کرنے کے لیے انھوں نے طنز و مزاح سے کام لیا اور اردو شاعری میں ایک نئے طرزِ بیان کی بنیاد ڈالی۔ اکبر کا بنیادی اور مضبوط حوالہ مزاح نگاری ہی ہے لیکن ان کی سنجیدہ شاعری کی قدر و قیمت بھی کم نہیں۔ ان کی نظمیں، غزلیں اور قطعات رنگین بیانی، قدرتِ کلام اور ندرتِ فکر کا عمدہ نمونہ ہیں۔ وہ مزاح کو اسلوبِ سخن بنائیں یا پھر سنجیدہ طرزِ بیان اپنائیں، دونوں صورتوں میں ان کے اشعار پُر تاثیر ہوتے ہیں اور دل میں گھر کر جاتے ہیں۔

3۔ اکبرالہ آبادی۔۔۔خدا سرسبز رکھے اس چمن کو مہرباں ہوکر

مرکزی خیال

موسم بہار کے آتے ہی ہر طرف خوشی کا سماں ہوتا ہے اور کائنات کی ہر چیز خدا کی عبادت میں مصروف ہو جاتی ہے۔

شعر 1: بہار آئی کھلے گل زیبِ صحنِ بوستاں ہو کر
عنادل نے مچائی دھوم سرگرمِ فغاں ہو کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **زیبِ صحنِ بوستاں:** چمن کے صحن کی سجاوٹ ○ **عنادل:** عندلیب کی جمع، بلبلیں ○ **سرگرمِ فغاں ہونا:** بلند آواز سے چیخنا چلانا

نثر: بہار آئی۔ پھول کھلنے سے صحنِ گلشن سج سنور گیا۔ بلبلوں کے نغموں نے دھوم مچا دی۔

تشریح: اکبرالہ آبادی کی وجہ شہرت ان کا مزاحیہ کلام ہے لیکن ان کی سنجیدہ طرزِ بیان کی حامل غزلیات، نظموں اور قطعات کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ ''خدا سرسبز رکھے اس چمن کو مہرباں ہوکر'' ایک خوبصورت سنجیدہ نظم ہے جس میں اکبر نے بہار کے مختلف مناظر کی تصویر کشی کی ہے۔ نظم کے پہلے شعر میں اکبر کہتے ہیں کہ بہار آئی ہے اور پھول کھلے ہیں۔ یہ پھول صحنِ گلشن کی سجاوٹ کا باعث ہیں۔ رنگ برنگے پھولوں نے گلشن کو حسن، جاذبیت، دلکشی اور رنگینی عطا کر دی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ رنگ و خوشبو کا ایک سیلاب آ گیا ہے۔ پھولوں کا حسن دیکھ کر بلبلوں کے ننھے دلوں میں بھی طوفان اُٹھ رہے ہیں اور وہ بھرپور قوت کے ساتھ نغمے الاپ رہی ہیں۔ ان کے بلند آہنگ نغموں نے پورے گلستان میں دھوم مچا رکھی ہے۔ بلبل کو پھول سے عشق ہے۔ بہار میں پھول کھلتے ہیں گویا یہ بلبل کے لیے وصالِ یار کا موسم ہے۔ محبوب کا دیدار بلبل کے نغمے میں جوش اور ولولہ پیدا کر دیتا ہے اور سارا ماحول اس کے ترنم سے گونجنے لگتا ہے۔ اکبر نے پہلے شعر میں بہار کی آمد کا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے۔

شعر 2: بچھا فرشِ زمرد، اہتمامِ سبزۂ تر میں
چلی مستانہ وش بادِ صبا عنبر فشاں ہو کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **فرشِ زمرد:** سبز قیمتی پتھر کا فرش، مراد ہے گھاس کا فرش ○ **مستانہ وش:** مستوں کی طرح، جھومتے ہوئے ○ **عنبر فشاں:** خوشبو بکھیرنے والا

نثر: گھاس کا فرش بچھ گیا جس میں نمی بھی ہے۔ خوشبو بکھیرتی ہوئی مست ہوا چل رہی ہے۔

تشریح: بہار آئی تو زمین کی قوتِ نمو میں اضافہ ہو گیا اور صحنِ گلشن میں خوبصورت سبز گھاس کا فرش بچھ گیا جسے دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ زمرد جیسے قیمتی پتھر کا فرش بچھا ہوا ہے۔ زمرد کا رنگ بھی سبز ہوتا ہے اس لیے اکبرالہ آبادی

نے گھاس کو فرش زمرد کہا ہے۔ اس گھاس پر شبنم کے قطرے عجیب رنگ دکھا رہے ہیں۔ یہ حسین اور دلکش منظر ہے۔ صبح کی خوشگوار لطیف اور حیات بخش ہوا مستانہ وار چل رہی ہے۔ اس کے جھونکے جھوم جھوم کر آ رہے ہیں اور ماحول کی لطافت بڑھا رہے ہیں۔ ہوا تو دن بھر چلتی رہتی ہے لیکن صبح کے وقت کی یہ ہوا اپنی تاثیر کے اعتبار سے بے مثال ہے۔ اس خوشبو بھری ہوا نے پورے باغ میں مہک پھیلا دی ہے۔ گوشہ گوشہ خوشبو میں رچا ہوا ہے۔ اکبر الہ آبادی کی منظر نگاری قارئین کو جیتے جاگتے، روشن، حسین، رنگین اور معطر مناظر کی دنیا میں لے گئی ہے۔ شعر میں دکھائی گئی تصویر ہر اعتبار سے مکمل ہے۔

شعر 3: عروج نشہ نشو ونما سے ڈالیاں جھومیں

ترانے گائے مرغان چمن نے شادماں ہو کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **نشو ونما:** پھلنا پھولنا، پرورش پانا ○ **مرغان چمن:** باغ کے پرندے

نثر: بڑھنے اور پھلنے پھولنے کے نشے میں ڈالیاں جھوم جھوم رہی ہیں۔ باغ کے پرندے خوش ہو کر ترانے گا رہے ہیں۔

تشریح: بہار پودوں کی نشو ونما کا موسم ہے اس میں پودوں پر نئے پتے پھوٹتے ہیں۔ خزاں رسیدہ شاخوں کو حیات نو ملتی ہے۔ باغ میں ہر جگہ سبزہ دکھائی دیتا ہے غالب نے تو بہار کے موسم میں روئے آب پر کائی دیکھ کر اسے بھی بہار کی قوت نمو کا نتیجہ قرار دیا تھا۔

سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی

بن گیا روئے آب پر کائی

اکبر کہتے ہیں کہ بہار میں ڈالیاں جھوم رہی ہیں۔ ان کے جھومنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں موسم کی عنایت اور اپنی نشو ونما کا ادراک ہے۔ اس ادراک نے انہیں ایک نشے کی کیفیت بخشی ہے۔ یہ نشہ آپنے پورے عروج پر ہے، جس طرح کوئی مے خوار نشے کی حالت میں جھومتا ہے بالکل اسی طرح یہ ڈالیاں اپنی جوانی کے نشے میں ہیں۔ سرور اور سرمستی کی کیفیت میں جھوم رہی ہیں، لچک رہی ہیں گویا بہار کا جشن منا رہی ہیں۔ بہار نے چمن کے پرندوں کے مزاج پر خوشگوار اثرات مرتب کیے ہیں اور وہ ترانے گا کر اپنی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ بہار نے ہر جاندار کو کیف و سرور کا تحفہ دیا ہے اور باغ کا ماحول بدل کر رکھ دیا ہے۔ ہر طرف زندگی کی امنگ اور خوشی کا رنگ ہے۔ ہر کوئی مسرور ہے۔

شعر 4: بلائیں شاخ گل کی لیں نسیم صبح گاہی نے

ہوئیں کلیاں شگفتہ روئے رنگین بتاں ہو کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **بلائیں لینا:** قربان ہونا، والہانہ محبت کا اظہار کرنا ○ **نسیم صبح گاہی:** صبح کی ٹھنڈی ہوا ○ **روئے رنگین بتاں:** حسین لوگوں کے خوبصورت چہرے

نثر: صبح کی ٹھنڈی ہوا نے پھول والی شاخ کی بلائیں لیں۔ کلیاں حسین لوگوں کے خوبصورت چہروں کی طرح کھلی ہوئی نظر آنے لگیں۔

تشریح: پھولوں سے بھری شاخ کے لچکنے، لہرانے اور جھومنے کا منظر بہت خوبصورت ہے۔ یہ شاخ ہر دیکھنے والے کو پرکشش لگتی ہے۔ باغ میں سب اس کا نظارہ کر رہے ہیں۔ یوں تو سب اسے پسند کرتے ہیں لیکن صبح کی ٹھنڈی ہوا تو مکمل طور پر اس کے عشق میں مبتلا ہو چکی ہے اور اس پر قربان ہو رہی ہے۔ نسیم صبح گاہی شاخ گل کا انداز دیکھ کر اس کی بلائیں لے رہی ہے۔ اس سے والہانہ محبت کا اظہار کر رہی ہے۔ شاخ گل کو حسن اور دلکشی موسم بہار نے بخشا ہے۔ بہار کی فیاضی شاخ گل تک محدود نہیں بلکہ اس نے ہر کلی پر چشم کرم کی ہے۔ کلیاں کھل چکی ہیں۔ ہر کلی اپنی جگہ حسن کی ایک مثال ہے۔ اس کی شگفتگی، تازگی اور دلکشی حسین لوگوں کے چہروں کی یاد دلا رہی ہے۔ جس طرح حسین چہرے ہر نظر کو بھاتے ہیں اسی طرح بہار میں کھلنے والی کلیاں بھی سب کو اچھی لگ رہی ہیں۔ ان کلیوں کو دیکھنے والوں کے دلوں میں مسرت کی کلیاں کھل رہی ہیں۔ ان کی شگفتگی گلشن کے حسن کو چار چاند لگا رہی ہے۔ عاشق لوگ جب ان کلیوں کو نظر بھر کے دیکھتے ہیں تو انہیں اپنے محبوب کے چہرے کی یاد آتی ہے۔

شعر 5: کیا پھولوں نے شبنم سے وضو صحن گلستاں میں
صدائے نغمہ بلبل اٹھی بانگ اذاں ہو کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ بانگ اذاں: اذان کی آواز

نثر: صحن گلشن میں پھولوں نے شبنم سے وضو کیا اور بلبل کی آواز اذان بن کر بلند ہوئی۔

تشریح: صبح کے وقت شبنم گرنا معمول کی بات ہے لیکن شاعر نے پھولوں پر شبنم کے قطرے دیکھ کر ایک منفرد مضمون پیدا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شبنم کے قطرے کسی مقصد کے بغیر پھولوں پر نہیں گرے بلکہ پھولوں نے ان قطروں سے وضو کیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ پھول اپنی جگہ پر جامد و ساکت ہوتے ہیں اور وضو کرنے کے لیے پانی تک پہنچنے کی قدرت نہیں رکھتے لہٰذا انہوں نے صبح کے وقت گرنے والی شبنم کو وضو کے لیے استعمال کیا ہے۔ صدائے نغمہ بلبل، بانگ اذان میں ڈھل گئی ہے۔ بلبل علی الصبح جو صدا بلند کر رہی ہے وہ کوئی عام گیت نہیں بلکہ اذان ہے۔ بلبل اہل گلشن کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بلا رہی ہے۔ وہ اعلان کر رہی ہے کہ ایک نیا دن نمودار ہونے والا ہے، اے اہل چمن، اس نئے دن کا آغاز اپنے خالق کی حمد و ثنا سے کرو۔ اپنے رازق کو یاد کرو۔ اپنے مالک کا نام لو۔ بلبل کی اذان اور پھولوں کے وضو نے باغ میں ایک پاکیزہ اور مقدس ماحول پیدا کر دیا ہے۔ اکبر الٰہ آبادی نے معمولات چمن کو عبادت کی تیاری قرار دے کر خوبصورت مضمون نکالا ہے جو ان کی فنی مہارت اور پختگی کی دلیل ہے۔

شعر 6: ہوائے شوق میں شاخیں جھکیں خالق کے سجدے کو
ہوئی تسبیح میں مصروف ہر پتی زباں ہو کر

نثر: شاخیں شوق عبادت میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے لیے جھک گئیں اور پھول کی ہر پتی زبان بن کر تسبیح میں مصروف ہوگئی۔

تشریح: پانچویں شعر میں اکبر نے پھولوں کے شبنم سے وضو کرنے اور بلبل کے اذان دینے کے مناظر دکھائے ہیں۔ چھٹے شعر میں انہوں نے مضمون کا تسلسل انتہائی خوبصورتی سے برقرار رکھا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اذان کے بعد نماز ادا کی جاتی ہے۔ بلبل نے اذان دی تو ہر شاخ شوق عبادت سے سرشار ہوگئی۔ پھر یوں ہوا کہ چمن میں ہر شاخ جھک گئی گویا اپنے خالق کو سجدہ کرنے لگی۔ اس کے معبود ہونے' رازق ہونے اور مالک ہونے کا اعتراف کرنے لگی اور اپنی عاجزی اور بندگی کا اعلان کرنے لگی۔ صدائے بلبل کو اذان قرار دینے کے بعد اکبر نے شاخوں کے جھکنے کو سجدہ کہا ہے۔ وہ چمن میں معمول کے مناظر کو دیکھ کر غیر معمولی' خوبصورت' پاکیزہ اور مقدس مضامین پیدا کر رہے ہیں جس سے ان کی قادرالکلامی اور ندرت فکر کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد پھول کی ہر پتی اپنے خالق کی تسبیح میں مصروف ہوگئی۔ ہر پتی شوق بندگی میں سراپا زبان ہے۔ پتی پتی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شان تخلیق کا اعلان کر رہی ہے۔

شعر 7: **زبانِ برگِ گل نے کی دُعا رنگیں عبارت میں**

خدا سرسبز رکھے اس چمن کو مہرباں ہو کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **زبانِ برگِ گل:** پھول کی پتی کی زبان

نثر: پھول کی پتی کی زبان نے رنگین الفاظ میں یہ دُعا کی کہ خدا اس چمن پر مہرباں ہو جائے اور اسے سدا سرسبز رکھے۔

تشریح: عبادت کا آخری مرحلہ دعا ہے۔ نماز کے بعد نمازی دعا کرتا ہے۔ اپنے دل کی خواہشات کو اپنے رب کے حضور میں پیش کرتا ہے۔ چھٹے شعر میں اکبر نے ہمیں بتایا ہے کہ شاخوں نے اپنے خالق کو سجدہ کیا ہے اور ہر پتی تسبیح میں مصروف ہے۔ نظم کے آخری شعر میں شاخوں کی نماز اور پتیوں کی تسبیح مکمل ہو چکی ہے اور اب وقتِ دعا ہے۔ پھول کی پتی اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہی ہے۔ دعا کے الفاظ بہت رنگین ہیں۔ لہجہ موثر ہے۔ عبارت دلنشین ہے۔ پھول کی پتی کی دعا میں سب سے متاثر کن بات یہ ہے کہ یہ اجتماعی سوچ کی مظہر ہے۔ برگ گل نے صرف اپنی سلامتی' پھول کی زندگی یا پھر ایک شاخ یا ایک درخت کے لیے دعا نہیں مانگی بلکہ سارے چمن کی زندگی اور آبادی کے لیے دعا کی ہے۔ یہ سوچ انفرادی اور خود غرضانہ نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔ برگ گل دعا کر رہا ہے کہ خدا میرے چمن پر مہربان رہے اور اسے ہمیشہ سرسبز رکھے۔ اسے یہ معلوم ہے کہ چمن آباد رہے گا تو اس کا آشیانہ' اس کی شاخ بھی آباد رہے گی۔ اس خوبصورت شعر سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہم بھی محدود سوچ اپنانے کی بجائے اپنے ذہن میں وسعت پیدا کریں صرف اپنے گھر کی سلامتی کی بجائے پورے ملک کی سلامتی' ترقی و خوشحالی کی دعا کریں اور اسی مقصد کے لیے مصروف عمل بھی رہیں۔ احمد ندیم قاسمی کے الفاظ میں ایک پاکستانی کی دعا یہی ہونی چاہیے۔